

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرون ملک مقیم ہیں
مومنین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں۔

منجانب۔

سبیل سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان

رہنمائے کائنات

۵	بطورِ ابتدا
۹	عظمتِ امامؑ
۱۰	علیمِ امامؑ
۱۳	اخلاقِ امامؑ
۱۵	امامؑ اور اموی خاندان
۲۱	امامؑ مقامِ احتجاج میں
۲۴	امامؑ کے حکم سے سیکے ڈھلتے ہیں
۲۹	اصحابِ امامؑ
۲۹	● ابان بن تغلب
۳۰	● زرارہ
۳۱	● کبیتِ اسدی
۳۴	● محمد بن مسلم
۳۶	● شہادتِ امامؑ
۳۸	● ارشاداتِ امامؑ

- نام کتاب: ————— حضرت امام محمد باقر علیہ السلام
- تحریر: ————— اداره "در راه حق" قم - ایران
- ترجمہ: ————— نور اسلام - فیض آباد
- ناشر: ————— نور اسلام - امامیہ، فیض آباد یوپی (ہندستان)
- تعداد: ————— ہزار
- تاریخ اشاعت: ————— ۱۴۰۴ھ - ۱۹۸۴ء
- مطبوعہ: ————— سلمان فارسی پریس، قشم - ایران
- کتابت: ————— حسن اختر - لکھنؤ
- سرورق: ————— ابو الفضل حامد حسن - لکھنؤ

اِنْتِسَاب

اُسے امام عالی مقام
 کی خدمتِ اقدس میں ہے — جسے
 دُنیا نے جو روستم نے
 جَبْ ذرا سانس لینے کا موقع دیا — تو
 اسے عظیم ہستی نے
 دُنیا کو اسلام کی حقیقی تعلیمات سے آگاہ کر دیا
 اسلام دُنیا میں ہے، بلکہ کائنات میں ہے، علم و ہنر کی تابناکیاں
 اسی افتابِ علم و کمال کی ایک منکبی سی کرن ہیں — دُنیا میں
 جو علم و دانش کی درخشندگی ہے، یہ اُسی نورِ محبت کا ایک
 معمولی سا پرتو ہے۔

اُس امام عالی قدر مقام
 حضرت محمد باقر علیہ الصلوٰۃ والسلام
 کی خدمت میں

”نورِ اسلام“

السلام عليك ايها الصديقة الشهيدة



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بطورِ ابتداء

یہ ایک جانی پہچانی حقیقت ہے کہ انسان اس صورت میں ترقی کر سکتا ہے، جب اس کی صحیح طور پر رہنمائی کی جائے۔ انسانی فطرت میں جمود نہیں پایا جاتا، اور اسی جذبہ کے تحت انسانی زندگی ایک جگہ قائم نہیں رہتی۔ ہمیشہ انسانی زندگی میں تغیر و تبدل ہوتا رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انسان "ہجری دور" سے نکل کر آج "ایٹمی دور" میں زندگی بسر کر رہا ہے اور کل ایک نئے دور میں زندگی بسر کرے گا۔ انسان جتنی بھی زیادہ ترقی کر لے، ارتقاء کے کسی مرحلے میں کیوں نہ ہو، اسے ایک رہبر کی ضرورت ایک فطری تقاضا ہے۔
رہبر کا کام صرف یہ نہیں ہے کہ وہ انسان کے لئے غذائی مواد فراہم کرے اور اس کی زندگی کی دوسری ضروریات پوری کرے۔

بلکہ رہبر کی ایک عظیم ذمہ داری یہ ہے کہ وہ انسانی وجود میں جو صلاحیتیں پوشیدہ ہیں اور جو استعداد خداوند عالم نے اس آدم خاکی میں ودیعت فرمائی ہیں انہیں بروئے کار لایا جاسکے اور ان سے انسانی فلاح و بہبود کے لئے صحیح طور پر استفادہ کیا جاسکے اور خود انسان کو انسان کی معرفت کرائی جائے۔

یہ بات سب نے تسلیم کی ہے، اور یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مختصر سی مدت میں عربوں کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔ اس کی وجہ صاف ظاہر ہے، جس ذات نے عربوں کی رہبری کا بیڑا اٹھایا تھا اسے جہاں ان کے مسائل سے دلی لگاؤ تھا، وہاں اس ذات میں رہبری کے شرائط بدرجہ اتم موجود تھے، جن سے بڑھ کر تصور نہیں ہو سکتا۔ اس ذات نے ان میں موجود پوشیدہ خزانوں کو ابھارا، ان کی صلاحیتوں کو بیدار کیا، ان کو ان کی عظمت و طاقت کی طرف متوجہ کیا۔ یہ اس مردِ آہن کا کمال تھا کہ اس نے نہتے مسلمانوں کو مسلح اور مستحیاد بندھنا دید عرب پر فتح و نصرت دی، اور تمام باطل قوتوں کو حریفِ غلط ثابت کر دیا۔

آج کی زبانِ حالی اس بات کا نتیجہ ہے کہ ہم اپنے رہبروں کو بھلا بیٹھے ہیں، معصوم کردار کے ہوتے ہوئے ہم گناہ گاروں کی پیروی کر رہے ہیں۔ لہذا ضرورت ہے کہ ہم اپنے رہبروں کی زندگی کے بارے میں زیادہ سے زیادہ واقفیت حاصل کریں، ان کے بتائے ہوئے اور بنائے ہوئے راستے پر اپنی زندگی کو ڈھالیں، افانوی کردار کے بجائے حقیقی اور عصمتی کردار کے متوالے بنیں۔

زیر نظر کتابچہ اس عظیم سماجی ضرورت کی طرف ایک معمولی سا قدم ہے۔ اس کتابچہ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی سیرت اور زندگی کا ایک خاکہ ہے۔ آپ کی حیاتِ طیبہ کے چند گوشوں کو پیش کیا گیا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَبِسْمِیْنِ

ہاں ! وہ ہمارے دوستوں میں تھا، اور ہمارے
چاہنے والوں میں اُس کا شمار ہوتا تھا۔
کیا تمہارا خیال ہے کہ ہماری نگاہیں تمہارے اعمال
پر نہیں ہیں، تمہاری حرکتیں ہمارے کانوں تک
نہیں پہنچتی ہیں۔ ؟
کیسے قدر غلط ہے یہ خیال۔ بخدا تمہاری پوری
زندگی ہماری نگاہوں کے سامنے ہے، تمہاری ہر
مجنش نظر پر ہماری ننگاہ ہے۔ ہمیشہ اچھے اعمال
و کردار کی عادت ڈالو، تاکہ تمہارا شمار اہل خیر
میں ہو، اور اُسی کے ذریعہ پہنچانے جاؤ۔
اسی بات کا میں تمام شیعوں کو حکم دیتا ہوں۔ (۱)

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام

ایم مبارک	_____	محمد
کینت	_____	الوجہ
لقب	_____	باقر العلوم
پدر بزرگوار	_____	حضرت امام زین العابدین علیہ السلام
مادر گرامی	_____	اُمّ عبد اللہ - دختر امام حسن علیہ السلام
تاریخ ولادت	_____	یکم رجب ۵۷ھ - بروز جمعہ (۱)
مکان ولادت	_____	مدینہ منورہ
تاریخ شہادت	_____	۱۱۳ھ ذی الحجہ (۲)
مکان شہادت	_____	مدینہ منورہ
قبر مطہر	_____	جنت البقیع

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا نسب مبارک "والدین" کی طرف سے حضرت رسول خدا
حضرت علی اور حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہم سے ملتا ہے۔ کیونکہ آپ کے والد بزرگوار حضرت

(۱) مصباح المتعجب: شیخ طوسی ص ۵۵، ارشاد شیخ مفید ص ۲۹۴ طبع نجف ۱۳۹۲ھ

(۲) ارشاد شیخ مفید ص ۲۹۴

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام

ایم مبارک	_____	محمد
کینت	_____	ابو جعفر
لقب	_____	باقر العلوم
پدر بزرگوار	_____	حضرت امام زین العابدین علیہ السلام
مادر گرامی	_____	ایم عبد اللہ - دختر امام حسن علیہ السلام
تاریخ ولادت	_____	یکم رجب ۵۰ھ - بروز جمعہ (۱)
مکان ولادت	_____	مدینہ منورہ
تاریخ شہادت	_____	۴ ذی الحجہ ۱۱۳ھ (۲)
مکان شہادت	_____	مدینہ منورہ
قبر مطہر	_____	جنت البقیع

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا نسب مبارک "والدین کی طرف سے حضرت رسول خدا حضرت علی اور حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہم سے ملتا ہے۔ کیونکہ آپ کے والد بزرگوار حضرت

(۱) مصباح المتعبد - شیخ طوسی ص ۵۵۷، ارشاد شیخ مفید ص ۲۹۴ طبع نجف ۱۳۹۲ھ

(۲) ارشاد شیخ مفید ص ۲۹۴

ہو نہ ہو رسول خدا کی تصویر میں!

پھر امام زین العابدین علیہ السلام سے پوچھا: "یہ کون ہیں؟"

امامؑ نے فرمایا: "یہ میرے فرزند محمد باقر ہیں، جو میرے بعد تمہارے امام ہوں گے۔"

یہ سن کر جابر اُسٹھے اور امام محمد باقر علیہ السلام کے قدم مبارک کا بوسہ لیا اور کہا: —

"میں آپ پر فدا ہو جاؤں اے فرزند رسول! آپ کے جد بزرگوار حضرت رسول خداؐ نے

آپ کو سلام کہلایا ہے۔"

یہ سن کر امام محمد باقر علیہ السلام کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور فرمایا: "جد بزرگوار پر لاکھوں

بار درود و سلام جب تک کہ زمین و آسمان قائم ہیں اور تم پر بھی اے جابر میرا سلام ہو کہ تم نے

مجھ تک یہ سلام پہنچایا۔" (۱)

علمِ امامؑ

امام محمد باقر علیہ السلام بھی دوسرے اماموں کی طرح سرچشمہ وحی سے سیراب ہوئے تھے

ان حضرات نے نہ تو کسی استاد کے سامنے زانو تہ کیا، اور نہ ہی کسی دنیاوی مدرسہ میں تعلیم

حاصل کی، کیونکہ یہ تمام حضرات دنیا والوں کو علم و حکمت کی تعلیم دینے آئے تھے، ان سے کچھ بھی

حاصل کرنے نہیں آئے تھے

جابر بن عبد اللہ انصاری برابر امام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے اور اپنی علمی تشنگی

امام کے سرچشمہ علم و کمال سے حسبِ ظرف بچھاتے رہتے اور برابر امام کو "باقر العلوم" کے نام سے

یاد کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ آپ (اس خود سالی میں بھی وحی الہی سے سرشار ہیں۔ (۲)

(۱) امالی شیخ صدوق ج ۲ ص ۲۱۱، بیع جری، علل الشرائع ج ۱ ص ۲۳۲ طبع نجف ۱۳۸۵ھ

(۲) علل الشرائع ج ۱ ص ۲۳۲ طبع حیدریہ نجف ۱۳۸۵ھ

”عبداللہ بن عطاء مکی“ کا بیان ہے کہ میں نے بڑے بڑے دانش وروں کو کسی کے نزدیک اس قدر سبک نہیں دیکھا جتنا کہ امام محمد باقر علیہ السلام کے نزدیک ”حکیم بن عقیبہ“ جس کی علمی دھاک تمام لوگوں کے دلوں میں بیٹھی ہوئی تھی، لیکن جس وقت وہ امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوتا تو ایسا لگتا تھا کہ ایک چھوٹا سا بچہ ایک عظیم استاد کے سامنے بیٹھا ہوا ہے (۱)۔

امام کی عظمت و بزرگی کا کلمہ ہر زبان پر جاری تھا ”جابر بن یزید جعفی“ امام سے روایت نقل کرتے وقت لکھا کرتے ————— ”دار الثعلوم انبیاء حضرت محمد بن علی بن حسین علیہم السلام نے ارشاد فرمایا۔“ (۲)

ایک شخص عبداللہ بن عمر کے پاس آیا اور ایک سوال کر بیٹھا۔ عبداللہ بن عمر سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔ امام محمد باقر علیہ السلام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا، جاؤ اور ان سے سوال کرو اور جو وہ جواب دیں اس سے مجھے بھی مطلع کرو۔

وہ شخص امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا سوال دہرایا۔ امام نے سوال سننے ہی فوراً اسے اطمینان بخش جواب دیا۔ اس شخص نے جواب عبداللہ بن عمر کے لئے نقل کر دیا۔ جواب سن کر عبداللہ بن عمر نے کہا — بخدا یہ لوگ اس خاندان سے تعلق رکھتے ہیں جن کا علم خدا داد ہے۔“ (۳)

ابوبصیر کا بیان ہے کہ — ”ایک روز میں امام محمد باقر علیہ السلام کے ہمراہ مسجد گیا ہوا تھا۔ لوگوں کا تائبندھا ہوا تھا، امام نے مجھ سے فرمایا، لوگوں سے یہ دریافت کرتے رہو کیا وہ مجھے دیکھ رہے ہیں۔ میں ہر ایک سے پوچھتا رہا کہ تم نے امام کو دیکھا ہے، ہر ایک شخص یہی جواب دیتا کہ ہم نے

(۱) ارشاد شیخ مفید ص ۲۹۸ طبع نجف ۱۳۹۲ھ

(۲) مناقب ابن شہر آشوب ج ۳ ص ۲۶۹ طبع نجف ۱۳۵۵ھ

نہیں دیکھا۔ جب کہ امام میرے پہلو میں تشریف فرما تھے۔ ابھی میں لوگوں سے معلوم کر رہا تھا کہ اسے میں "ابو ہارون" جو امام کے حقیقی چاہنے والوں سے تھے، وارد ہوئے، یہ یاد رہے کہ ابو ہارون بالکل نابینا تھے، امام نے مجھ سے کہا، خرا ابو ہارون سے بھی دریافت کرو، میں نے ابو ہارون سے پوچھا تم نے امام ابو جعفر علیہ السلام کو دیکھا ہے؟

ابو ہارون نے فوراً جواب دیا: "کیا یہ تمہارے پہلو میں تشریف فرما نہیں ہیں؟"

میں نے دریافت کیا "آخر تمہیں کیسے معلوم ہوا؟"

ابو ہارون نے جواب دیا، "میں کیونکر انہیں نہ پہچانوں، درال حالیکہ وہ نور درخشندہ ہیں" (۱)۔

یہ روایت بھی ابو بصیر سے نقل ہوئی ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے ایک افریقی سے اپنے دوست "راشد" کے حالات دریافت کئے۔ افریقی نے جواب دیا: الحمد للہ بخیر ہے اور آپ کی خدمت اقدس میں سلام عرض کیا ہے۔

امام نے فرمایا: "خدا اس پر رحمت نازل کرے۔"

اس نے تعجب سے پوچھا: "کیا اس کا انتقال ہو گیا؟"

امام نے فرمایا: "ہاں!"

اس نے دریافت کیا: "کب اس کا انتقال ہوا؟"

امام نے فرمایا: "تمہارے آنے کے دو دن بعد!"

اس نے کہا: بخدا وہ بیمار بھی نہیں تھا۔"

امام نے فرمایا: "کیا جتنے بھی مرنے والے ہیں وہ سب مریض ہوتے ہیں؟"

اس وقت ابو بصیر نے راشد کے بارے میں سوال کیا۔

(۱) بحار الانوار ج ۴ ص ۲۴۳ طبع جدید

امام نے فرمایا: —

”وہ ہمارے دوستوں اور چاہنے والوں میں تھا۔ کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ ہماری نگاہیں تمہارے اعمال پر نہیں ہیں؟ تمہاری حرکتیں ہمارے کانوں تک نہیں پہنچتیں؟ — کس قدر غلط ہے یہ خیال — بخدا تمہاری پوری زندگی ہماری نگاہوں کے سامنے ہے، تمہاری ہر جنبش نگاہ پر ہماری نظر ہے — ہمیشہ اچھے اعمال و کردار کی عادت ڈالو تاکہ تمہارا شمار اہل خیر میں ہو اور اسی کے ذریعہ پہچانے جاؤ۔ اسی بات کا میں تمام شیعوں کو حکم دیتا ہوں“ (۱)

ایک شخص کا بیان ہے کہ میں کوفے میں ایک عورت کو قرآن پڑھاتا تھا، ایک روز اس سے مذاق کر بیٹھا اس کے بعد امام کی خدمت میں حاضر ہوا۔

امام نے فرمایا: ”جو لوگ تنہائی میں گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں کیا خدا کو اس کا علم نہیں ہے ذرا یہ تو بتاؤ تم نے اس عورت سے کیا کہا تھا۔“ !

یہ سنتے ہی میں نے شرم سے گردن جھکائی اور توبہ کر لی۔

امام نے فرمایا: دیکھو پھر کبھی تکرار نہ کرنا۔“ (۲)

اخلاق امامؑ

ایک شامی مدینہ میں رہا کرتا تھا اور برابر امام کی خدمت میں حاضر ہوتا، ایک روز امام سے کہنے لگا۔ ”میرا دل آپ کے کینے سے بھرا ہوا ہے اور اس روئے زمین پر کوئی ایسا

(۱) بحار الانوار ج ۲۶ ص ۲۴۳، ۲۴۴ طبع جدید ۱۳۹۳ھ

(۲) بحار الانوار ج ۲۶ ص ۲۴۴ طبع جدید

نہیں ہے جسے میں آپ سے زیادہ دشمن رکھتا ہوں، اور مجھے اس بات کا یقین ہے اور یہی میرا عقیدہ ہے کہ خدا اور اس کے رسول کی اطاعت و نجات صرف آپ کی دشمنی میں ہے۔ اور یہ جو میں برابر آپ کے یہاں آیا جایا کرتا ہوں یہ اس بنا پر نہیں ہے کہ میں آپ کو دوست رکھتا ہوں بلکہ صرف اس لئے کرتا ہوں کہ آپ ایک اچھے سخن ور اور ایک بہترین ادیب ہیں اور آپ کا کلام ادبی لطافتوں سے سرشار رہتا ہے۔“

ان تمام باتوں کے باوجود بھی امام قاعدے سے پیش آتے رہے اور آپ کی رفتار میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔ ابھی کچھ ہی دن گزرے تھے کہ وہ شامی سخت مریض ہو گیا اور اسے اس بات کا یقین ہو گیا کہ اب میری موت یقینی ہے جب وہ اپنی زندگی سے مایوس ہو گیا تو اس نے وصیت کی کہ جب میرا انتقال ہو جائے تو حضرت ابو جعفر (امام محمد باقر علیہ السلام) میری نماز جنازہ پڑھائیں۔ رات ابھی نصف کو پہنچی تھی کہ لوگوں نے دیکھا اس کا انتقال ہو چکا تھا۔ جب صبح ہوئی تو اس کا دلی و وارث امام کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ اس وقت مسجد میں تشریف فرما تھے اور تعقیبات میں مشغول تھے۔ اس شخص نے سارا ماجرا امام سے بیان کر دیا۔

امام نے فرمایا، جلدی نہ کرو اس کا انتقال نہیں ہوا ہے۔ امام نے دوبارہ وضو فرمایا، دو رکعت نماز ادا کی، ہاتھوں کو بلند کر کے دعا مانگی اور پھر سجدے میں چلے گئے۔ آپ نے سجدے سے اس وقت سر اٹھایا جبکہ سورج نکل آیا تھا۔

امام اس شامی کے گھر تشریف لے گئے اور شامی کے سر پرانے بیٹھ گئے اور اس کو آواز دی۔ اس نے فوراً جواب دیا۔ امام نے سہارا دے کر اسے بٹھایا اور کچھ لگا دی۔ پھر امام نے شربت طلب فرمایا اور اس کو پلا دیا اور اس کے گھر والوں سے فرمایا: ”اے ٹھنڈی غذا دو“۔ یہ فرما کر امام واپس چلے گئے۔

ابھی کچھ ہی دن گزرے تھے کہ وہ شامی بالکل صحت یاب ہو گیا اور امام کی خدمت میں حاضر

ہو کر کہنے لگا — ”میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ تمام لوگوں پر حجت خدا ہیں“ (۱)

محمد بن منکدر جن کا شمار اس وقت کے صوفیائے کرام میں ہوتا تھا، ایک روز جبکہ بہت ہی سخت گرمی پڑ رہی تھی، دینے سے باہر گئے ہوئے تھے راستے میں کیا دیکھا کہ امام محمد باقر علیہ السلام دونوں غلاموں کے ساتھ چلے آ رہے ہیں اور آپ پسینہ میں غرق ہیں۔ حالت بتا رہی تھی کہ آپ کھیت سے قشریف لا رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ چلو اچھا موقع ملا ہے آج ان کو ضرور نصیحت کروں گا کیونکہ یہ باتیں ان کے لئے زیبا نہیں ہیں۔ یہ سوچ کر امام کے قریب گیا اور سلام کیا۔ امام نے جواب دیا۔

میں نے کہا: ”خدا آپ کو زندہ و سلامت رکھے اگر اسی حالت میں آپ کو موت آجائے تو پھر آپ کا کیا عالم ہوگا۔ کیونکہ یہ بات ہرگز آپ کے لئے مناسب نہیں ہے؟“

امام نے فرمایا: ”خدا کی قسم! اگر اسی حالت میں موت آجائے تو اطاعتِ خداوندی میں موت آئے گی۔ کیونکہ میں اپنے اس عمل سے خود کو تم جیسے لوگوں سے بے نیاز کر رہا ہوں۔ میں صرف اس وقت موت سے گھبراؤں جب خدا خواستہ کسی گناہ میں ملوث ہوں؟“

محمد بن منکدر نے کہا کہ خدا آپ پر رحمتیں نازل کرے میں نے چاہا تھا کہ آپ کو نصیحت کروں مگر آپ نے خود مجھے نصیحت فرمادی اور مجھے متنبہ کر دیا۔ (۲)

امام اور اموی خاندان

امام خواہ گھر میں انفرادی زندگی بسر کر رہے ہوں یا سماج میں اجتماعی زندگی دونوں

(۱) المالک بن انسؒ ص ۲۶۱ طبع حوی

(۲) ارشاد شیخ مفید ص ۲۹۶

صورت میں ان کی زعامت اور امامت میں کوئی فرق نہیں ہوتا کیونکہ امامت بھی رسالت کی طرح ایک منصب ہے جسے خدا عنایت کرتا ہے۔ لوگوں کی رائے کا اس میں کوئی دخل نہیں ہوتا۔

ہمیشہ غاصب و ظالم اس منصب و مقام سے حسد کرتے رہے۔ ان لوگوں کی مستقل کوشش رہی کہ جس طرح بھی ہو سکے حکومت امام کے ہاتھوں میں نہ جانے پائے اور اسی سلسلے میں مجاز اور ناجائز کی سرحدیں ان کے لئے بے معنی تھیں۔

امام کی زندگی کا ایک حصہ ہشام کے دورِ انِ حکومت میں گزرا۔ ہشام کو بھی دوسرے اموی بادشاہوں کی طرح اس بات کا یقین تھا کہ اگرچہ ہم نے ہزار نیرنگیوں سے حکومت ظاہری ان سے چھین لی ہے یا ان تک پہنچنے ہی نہیں دی، مگر لوگوں کے دلوں میں انہیں کی حکومت ہے انہیں کا سکتہ بیٹھا ہوا ہے۔

امام کی عظمت اور ہیبت اس قدر زیادہ تھی کہ دوست تو دوست خود دشمن بھی آپ کی عزت و احترام کرنے پر مجبور ہو جاتے تھے۔

ہشام ایک سال حج کرنے کی غرض سے مکہ آیا ہوا تھا۔ اس سال امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہم السلام بھی مکہ تشریف لائے تھے۔ ایک روز امام جعفر صادق علیہ السلام لوگوں کے ایک عظیم اجتماع سے یوں مخاطب ہوئے :

”حمد ہے اس خدا کی جس نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رسول بنا کر مبعوث کیا اور ہم کو ان کے ذریعہ فضیلت و عظمت عطا کی ہم ہیں خدا کے وہ برگزیدہ بندے جنہیں خداوند عالم نے روئے زمین پر اپنا جانشین اور خلیفہ مقرر کیا ہے۔ کامیاب و کامران صرف وہ ہے جو ہماری اطاعت اور پیروی کرے اور جس نے ہم سے دشمنی کی وہ ہلاک اور برباد ہوا ہے۔“

امام جعفر صادق علیہ السلام اکثر فرمایا کرتے تھے کہ لوگوں نے اس خطبہ کو ہشام تک پہنچا دیا مگر اس نے مکہ میں کوئی تعریف نہیں کیا اور وہ دمشق واپس چلا گیا اور ہم مدینے لوٹ آئے۔ ہشام نے دمشق سے والی مدینہ کو حکم دیا کہ مجھے اور میرے والد بزرگوار کو دمشق روانہ کر دیا جائے۔ ہم لوگ دمشق پہنچا دیے گئے اور تین دن تک ہشام نے ہمیں نہیں بلایا۔ چوتھے دن دربار میں بلایا گیا۔ جب ہم لوگ دربار میں داخل ہوئے اس وقت ہشام تخت پر بیٹھا ہوا تھا اور اس کے ارد گرد اس کے حوالی تیر اندازی میں مصروف تھے۔

ہشام نے والد بزرگوار کا نام لے کر آواز دی اور کہا ذرا اپنے قبیلہ والوں کے ساتھ تیر اندازی کیجئے۔

والد بزرگوار نے فرمایا: ”میں بوڑھا ہو چکا ہوں، تیر اندازی کا زمانہ گزر چکا ہے لہذا مجھے معذور رکھا جائے۔“

ہشام نے اصرار کرنا شروع کیا اور آپ کو قسمیں دلانے لگا، اور خاندان بنی امیہ کے ایک بوڑھے سے مخاطب ہو کر کہا کہ ذرا اپنی کمان اور تیران کے حوالے کر دو۔

والد بزرگوار نے کمان لی اور تیر چلے کمان پر رکھا۔ پہلا ہی تیر سیدھا نشانہ پر جا بیٹھا پھر دوسرا تیر چلے کمان پر جوڑا، دوسرا تیر جا کر پہلے تیر پر پیوست ہو گیا۔ اسی طرح امام تیر رہا کرتے رہے اور ہر تیر پہلے تیر پر پیوست ہوتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ امام نے نواں تیر رہا کیا، وہ بھی جا کر سیدھا آٹھویں تیر پر پیوست ہو گیا!

یہ دیکھ کر تمام لوگ مبہوت ہو گئے اور ہشام کا چہرہ مارے اضطراب کے زرد ہو گیا، اور اس قدر خوف اس پر طاری ہوا کہ آنکھیں بالکل دھنس گئیں۔

ہر ایک کی زبان پر امام کی تعریف و توصیف تھی!

ہشام کہنے لگا: ”واقعاً آپ نے کمال کر دیا۔ عرب اور عجم میں آپ سے بہتر کوئی تیر انداز

نہیں ہے۔ آپ نے کیسے فرمادیا کہ میرا زمانہ تیر اندازی گزر چکا ہے اور اب میں بوڑھا ہو گیا ہوں!“
ہشام نے عین اسی وقت میرے پر بزرگوار کے قتل کا ارادہ کر لیا اور سر جھکائے دیر تک سوچا رہا اور ہم اس کے تخت کے کنارے کھڑے رہے۔ جب کافی دیر گزر گئی اور ہشام نے کوئی توجہ نہ کی تو اس کی اس حرکت سے میرے والد سخت ناراض ہوئے اور آثار غضب آپ کے چہرے سے نمایاں تھے۔ میرے والد کی یہ عادت تھی کہ جب آپ ناراض ہوتے تو برابر آسمان کی طرف دیکھا کرتے تھے۔ جب ہشام نے یہ حالت دیکھی تو اس وقت اس نے ہم کو تخت پر بلایا اور والد بزرگوار سے بغل گیر ہوا اور پھر انھیں اپنے تخت پر اپنے داہنے جانب بٹھایا، پھر مجھ سے گلے ملا اور میرے والد کے پہلو میں جگہ دی۔ اس کے بعد والد بزرگوار سے محو گفتگو ہو گیا اور کہنے لگا۔

”جب تک آپ کا وجود مبارک ہے عرب و عجم دونوں کو آپ پر فخر ہے۔ آپ نے یہ تیر اندازی کس سے سیکھی اور کتنی دلت میں سیکھی؟“

امام نے فرمایا۔ تمہیں معلوم ہے کہ تیر اندازی دینے والوں کا ایک بہترین مشغلہ ہے میں نے کبھی کسی زمانے میں تیر اندازی کی تھی، پھر آج تک ہاتھ نہیں لگایا تھا۔

ہشام۔ جس وقت سے میں نے اپنے آپ کو پہچانا ہے اور تھوڑا بہت شعور مجھ میں پیدا ہوا ہے اس وقت سے لے کر آج تک کسی کو بھی آپ جیسی تیر اندازی کرتے نہیں دیکھا ہے اور مجھے یقین ہے کہ اس روئے زمین پر کوئی بھی آپ جیسا تیر انداز نہیں ہے۔ کیا آپ کے صاحبزادے ”جعفر“ بھی اسی طرح تیر اندازی کر لیتے ہیں؟

امام۔ ہاں! ہم تمام چیزوں کو کمالاً اور تمام بطور ارث حاصل کرتے ہیں وہی کمال کی آخری حد جس سے خداوند عالم نے اپنے نبی حضرت محمد مصطفیٰ کو سرفراز فرمایا جیسا کہ ارشاد ہے ”الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتِمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا“ اور زمین کبھی بھی ایسے افراد سے خالی نہیں رہ سکتی جو تمام امور

میں کامل اور بہارت نہ رکھتے ہوں۔“

یہ سن کر ہشام چونڈھیا گیا اور غصہ سے اس کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ تنہوڑی دیر تک سر جھکائے سوچتا رہا پھر کہنے لگا —

”مگر ہم اور آپ دونوں ”عبد مناف“ کی نسل سے نہیں ہیں اور اس لحاظ سے ایک دوسرے کے برابر نہیں ہیں!“

امام — ہاں ایسا ہی ہے مگر خداوند عالم نے ہمیں کچھ خصوصیات عطا کئے ہیں جن سے اوروں کو بالکل محروم رکھا ہے۔

ہشام: — مگر پیغمبر ”عبد مناف“ کی اولاد نہیں تھے جو سارے عالم کے لئے رحمت بنا کر بعوث کیے گئے۔ ان کی رسالت ہر ایک کے لیے عام تھی، اس میں کالے گورے کی کوئی قید نہ تھی۔ یہ تمام علم و ہنر آپ کو کس سے بطور ارث ملا ہے جبکہ پیغمبر خداؐ کے بعد پھر کوئی دوسرا نبی نہیں ہے اور آپ تو نبی نہیں ہیں۔

امام: — خداوند عالم نے قرآن میں پیغمبر اسلامؐ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ”جب تک کوئی وحی نہ پہنچے آپ اپنی زبان سے کچھ نہ فرمائیں“ (۱)۔ اس آیت کی بنا پر پیغمبرؐ کی زبان نابالغ وحی ہے تو اسی پیغمبرؐ نے ہم کو ایسے خصوصیات عطا کئے ہیں جن کو دوسروں سے دور رکھا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو راز کی باتیں پیغمبر اسلامؐ اپنے بھائی حضرت علی علیہ السلام سے کرتے تھے وہ کسی دوسرے سے نہیں کہتے تھے اور اسی طرف قرآن مجید نے بھی اشارہ کیا ہے ”وَتَعْلَمُهَا اذن داعیۃ“ (۲) جو کچھ بھی آپ کی طرف وحی کی جاتی ہے اور جو امر اور موز آپ کے سپرد کئے جاتے ہیں اسے ایک یاد رکھنے والا کان نہ مارا جائے

(۱) سورہ قیامت آیت ۱۹

(۲) سورہ حاقہ آیت ۱۲

حضرت امام محمد باقرؑ

پیغمبر خدا نے حضرت علیؑ سے فرمایا میں نے خدا سے درخواست کی ہے کہ وہ اس آیت کا مصداق تم کو بنائے۔ کوفہ میں حضرت علیؑ نے ایک روز ارشاد فرمایا رسول خدا نے مجھے ہزار باب تعلیم کئے اور ہر باب سے میرے لئے ہزار ہزار باب کھل گئے۔ جس طرح سے خداوند عالم نے پیغمبر کو خصوصیات سے نوازا تھا اور دوسروں کو محروم رکھا تھا، اسی طرح اس نے حضرت علیؑ کو منتخب کیا اور ان کو ایسی اشیاء کی تعلیم دی جو کسی اور کو نہ دی، ہمارا علم و کمال اسی منبع فیاض سے متعلق ہے اور وہی ہمارا سرچشمہ ہے لہذا یہ تمام چیزیں بطور ارث صرف ہم کو ملتی ہیں کسی دوسرے کو نہیں۔

ہشام:۔ علیؑ نے تو علم غیب کا بھی دعویٰ کیا تھا، درالحالیکہ یہ دعویٰ خدا کے علاوہ کسی کو سزاوار نہیں ہے۔

امام:۔ خداوند عالم نے پیغمبر پر ایسی کتاب نازل فرمائی ہے جس میں تمام چیزیں موجود ہیں۔ شروع سے لے کر اس وقت تک کے حالات اور اس وقت سے قیامت تک تمام واقعات اس میں موجود ہیں، جیسا کہ خود قرآن میں ہے: **وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ** (۱) ”ہم نے آپ پر ایسی کتاب نازل کی ہے جس میں ہر چیز کا بیان موجود ہے“۔ کوئی بھی چیز ایسی نہیں ہے جس کا تذکرہ اس کتاب میں نہ ہو (۲) ”ہم نے تمام چیزیں روشن کتاب میں جمع کر دی ہیں“ (۳) اور خداوند عالم نے پیغمبر کو اس بات کا حکم دیا تھا کہ تمام اسرار و رموز علیؑ کو تعلیم دے دو اور پیغمبر نے امت کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”علیؑ تم سب زیادہ اچھا فیصلہ کرنے

(۱) سورہ نحل آیت ۸۹

(۲) سورہ انفصاح آیت ۲۸

(۳) سورہ یسین آیت ۱۲

والے اور تم سب زیادہ علم رکھنے والے ہیں۔“

یہ سن کر ہشام کو چپ لگ گئی، پھر کچھ بولانہ لگا اور امامؑ اس کے دربار سے نکل آئے۔ (۱)

امام مقام احتجاج میں

”عبداللہ بن نافع“ جو حضرت علی علیہ السلام کے سخت ترین دشمنوں میں تھا اور برابر کہا کرتا تھا کہ اگر کوئی مجھے قانع کر دے کہ جنگ نہ روانہ میں علی حق پر تھے اور خوارج کو جو قتل کیا گیا ہے وہ علی کا صحیح فیصلہ تھا تو اس شخص کی خدمت میں حاضری دوں گا خواہ وہ کتنی دُور کیوں نہ ہو۔

لوگوں نے عبداللہ سے کہا کہ کیا اولاد علی علیہ السلام بھی تم کو قانع نہیں کر سکتی؟ عبداللہ نے کہا، کیا علی کی اولاد میں کوئی دانشور بھی ہے؟

لوگوں نے کہا۔ یہی بات تمہاری جہالت کے لئے کافی ہے۔ کیا یہ بات ممکن ہے کہ علی کی اولاد میں کوئی دانش ور نہ ہو؟

عبداللہ نے کہا۔ اس زمانے میں بھی کوئی ہے؟“

لوگوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی طرف عبداللہ کی رہنمائی کی۔ عبداللہ اپنے دوستوں کے ہمراہ مدینہ آیا اور امام محمد باقر علیہ السلام سے ملاقات کی تمنا ظاہر کی۔

امام نے ایک غلام کو حکم دیا کہ جاؤ ان کا ساز و سامان آنا دو اور ان سے کہہ دو کہ کلی تشریف لائیں۔ !

صبح سویرے عبداللہ اپنے دوستوں کے ہمراہ امام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ امام نے بھی اپنے تمام اصحاب اور مہاجرین و انصار میں جو لوگ زندہ تھے ان سب کو بلوایا۔ جب سب لوگ جمع ہو گئے

(۱) دلائل الامامہ طبری شیعی ص ۱۰۳-۱۰۶ طبع دم بخفت

امام تشریف لائے۔ اس وقت آپ سرخ لباس زیب تن کیے ہوئے تھے۔ آپ یوں گویا ہوئے،
 ”حمد ہے اس رب کی جس نے زمان و مکان کو پیدا کیا ہے۔ حمد ہے
 اس ذات کی جسے نہ اونگھ آتی ہے اور نہ نیند۔ زمین و آسمان میں جو کچھ بھی ہے
 سب خدا کی ملکیت ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے علاوہ کوئی اور معبود نہیں
 ہے اور حضرت محمد مصطفیٰ ام اس کے خاص بندے اور اس کے فرستادہ ہیں۔ حمد ہے
 اس خدا کی جس نے نبوت کے ذریعہ ہم کو فضیلت عطا کی اور اپنی ولایت اور
 خلافت سے ہمیں نوازا۔

اے گردہ انصار و مہاجر! تم میں سے جس کو علیؑ کی کوئی فضیلت یاد ہو
 اسے بیان کرو۔!

حاضرین نے ایک ایک حدیث بیان کرنا شروع کی۔ یہاں تک کہ بات حدیث خیرؑ تک پہنچی۔ لوگ
 کہنے لگے: جنگ خیر کے موقع پر پیغمبرؐ نے ارشاد فرمایا:

لَا عَظِيْنَ الرَّايَةَ عَدَا رَجُلًا يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَمُحِبُّهُ
 اللَّهُ وَرَسُولُهُ كَرَّارٌ غَيْرُ فَرَارٍ لَا يَرْجِعُ حَتَّى يَفْتَحَ اللَّهُ
 عَلَى يَدَيْهِ۔

”کل میں علم اس مرد کے سپرد کر دیا جائے گا جو اللہ اور اس کے رسول کو دوست
 رکھتا ہوگا اور جسے اللہ اور اس کا رسول بھی دوست رکھتا ہوگا۔ وہ بڑھ بڑھ کر حملہ
 کرنے والا ہوگا اور میدان کا رزار سے فرار نہیں کرے گا اور اس وقت تک واپس
 نہیں آئے گا جب تک خدا اسے فتح و نصرت سے ہمکنار نہ کر دے۔“

دوسرے روز یہ علم اپنی تمام خصوصیات کے ساتھ حضرت علیؑ علیہ السلام کے سپرد کیا گیا
 آپ نے شان دار جنگ لڑی اور یہودیوں کے قلعہ خیر کو فتح کر لیا اور باب خیر کو اکھاڑ پھینکا

امام محمد باقر علیہ السلام نے عبد اللہ بن نافع سے فرمایا: "اس حدیث کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟"

عبد اللہ: — حدیث تو بالکل صحیح ہے مگر علی بعد میں کافر ہو گئے کیونکہ انہوں نے ناحق خوارج کو قتل کیا۔ (۱)

امام: — تیری ماں تیری عزائمیں بیٹھے۔ جس وقت خدا علی کو دوست رکھتا تھا اسے یہ معلوم تھا کہ علی بعد میں خوارج کو قتل کریں گے یا خدا کو اس بات کا علم نہیں تھا؟ اگر یہ کہو کہ خدا کو اس بات کا علم نہیں تھا تو کفر لازم آتا ہے:۔
عبد اللہ: — خدا کو اس بات کا بالکل علم تھا!

امام: — خدا جب علی کو دوست رکھتا تھا تو اس بنا پر کہ علی اس کے اطاعت گزار بندے ہیں یا اس بنا پر۔ معاذ اللہ۔ کہ علی اس کی نافرمانی کرتے ہیں؟
عبد اللہ: — خدا اس بنا پر دوست رکھتا تھا کہ علی اس کے اطاعت گزار بندے ہیں۔

امام: — تو اگر آئندہ علی سے کوئی گناہ۔ معاذ اللہ۔ سرزد ہونے والا تھا تو خدا ہرگز علی کو دوست نہ رکھتا۔ خدا کا دوست رکھنا اس بات کی دلیل ہے کہ آئندہ علی سے کوئی گناہ سرزد ہونے کا امکان نہیں ہے۔ تو اب خوارج کا قتل کرنا گناہ نہیں ہو سکتا بلکہ قتل کرنا بھی اطاعتِ خداوندی ہے۔

اس کے بعد امام نے فرمایا: "چلو اٹھو۔ اب تمہارے پاس کوئی جواب نہیں ہے اور صرف یہی ایک دلیل تمہارے خیال کو باطل کرنے کے لئے کافی ہے۔"

(۱) خوارج ان لوگوں کو کہتا جاتا ہے جو جنگ نہر دان میں حضرت علی علیہ السلام کے مقابل تھے۔ یہ لوگ صرف اس بنا پر برسرِ بیکار ہو گئے تھے کہ حضرت علی نے جنگ صفین میں کچھ لوگ دی اور بعد میں "حکم" کو قبول کیا۔

عبداللہ وہاں سے اٹھا اور اس آیت کی تلاوت کرنے لگا: —
 حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۚ
 ”یہاں تک کہ صبح صادق نمودار ہو جائے اور صبح کاذب کا فور ہو جائے۔“
 مطلب یہ تھا کہ حقیقت بالکل صبح صادق کی طرح آشکارا ہو گئی اور اب کوئی شک و شبہ باقی نہ رہا۔
 اور کہنا جاتا تھا کہ ”خدا خوب جانتا ہے کہ رسالت کو کس خاندان میں رکھا جائے۔“ (۲) اور کس کو
 اس منصب کا وارث قرار دیا جائے! (۳)

حکمِ امامؑ سے سیکھے ڈھلنے ہیں

پہلی صدی ہجری میں کاغذ صرف رومی بنایا کرتے تھے اور یہ صنعت صرف انھیں تک
 محدود تھی اور مصر کے عیسائی بھی بنایا کرتے تھے۔ چونکہ روم کے رہنے والے عیسائی تھے لہذا
 وہ کاغذ پر ”اب، ابن، روح“ (جو خاص عیسائیت کی نشانی ہے) کا مارک لگاتے تھے اور
 یہی ان کی مخصوص علامت (ٹرڈ مارک) تھی۔

عبدالملک اموی ایک ہوشیار حکمران تھا جب اس نے کاغذ پر اس قسم کی نشانیوں کو دیکھا اور
 دقت سے اس کا مطالعہ کیا تو حکم دیا کہ اس کا عربی میں ترجمہ کیا جائے۔ جب ترجمہ ہو کے اس کے
 سامنے پیش ہوا تو سخت ناراض ہوا اور کہنے لگا کہ مصر ایک اسلامی مملکت ہے اس میں عیسائیت
 کیوں پروان چڑھ رہی ہے۔ فوراً مصر کے گورنر کو بلا کر یہ حکم دیا کہ تمام مصنوعات پر اب یہ نشانی

(۱) سورہ بقرہ آیت ۱۸۶

(۲) سورہ النعام آیت ۱۲۳

(۳) کافی جلد ۸ ص ۳۲۹ طبع جدید

ہونی چاہیے: ”شہد اللہ انہ لا الہ الا هو“ — اور پورے ملک میں یہ حکم جاری ہو گیا کہ وہ کاغذ جس پر عیسائیت کی نشانی اور علامت ہو اس کو فوراً نیست و نابود کر دیا جائے اور اس کاغذ کے بدلے نئے کاغذ استعمال کئے جائیں۔

اسلامی مملکت میں اب نئے کاغذ استعمال ہونے لگے جن پر اسلام کی نشانی اور علامت ہوتی تھی اور یہ کاغذ روم بھی پہنچے۔ قیصر روم کو اس بات کی اطلاع دی گئی۔ قیصر روم نے عبدالملک کو ایک خط لکھا کہ: —

”ہمیشہ سے کاغذ پر روم کی علامت ہوا کرتی تھی۔ یہ جو تم نے نئی علامت رائج کی ہے اگر تمہارا یہ کام صحیح ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ تمہارے پہلے جو خلفاء تھے انہوں نے ناجائز طور پر اسے برقرار رکھا تھا اور ان کا یہ عمل درست نہیں تھا، اور اگر گزشتہ خلفاء کی روش بالکل صحیح اور اسلامی تھی تو پھر تمہارا یہ اقدام غلط ہے (ا) میں اس خط کے ہمراہ ایک تحفہ بھی ارسال کر رہا ہوں، امید ہے کہ آپ اس کو قبول فرمائیں گے اور اب اس بات کی اجازت دیں گے کہ مصنوعات پر وہی پرانی علامت باقی رہے۔ امید ہے کہ آپ کا مثبت اقدام ہمارے لئے پاس گزاری کا سبب بنے گا۔“

عبدالملک نے تحفہ واپس کر دیا اور قیصر روم کے قاصد سے کہا کہ تمہارا یہ خط جواب کے لائق نہیں ہے۔

قیصر روم نے پھر تحفہ ارسال کیا۔ اس مرتبہ تحفہ کافی گراں قدر ارسال کیا اور خط میں لکھا: ”میں نے جو تحفہ ارسال کیا تھا چونکہ وہ معمولی تھا، لہذا آپ نے اسے قبول

(۱) مطلب یہ تھا کہ اس طرح خاندانی تعصب کو مٹا دیا جائے تاکہ عبدالملک اپنے اقدام سے باز آجائے۔

نہیں فرمایا، امید ہے کہ اس مرتبہ ہماری پیش کش کو قبول کرتے ہوئے اس گراں قدر تحفہ کو قبول فرمائیں گے۔“

عبدالملک نے اس مرتبہ بھی تحفہ واپس کر دیا اور خط کا کوئی جواب نہ دیا۔

قیصر روم نے پھر عبدالملک کو ایک خط لکھا کہ: —

”آپ دو مرتبہ ہمارے تحفہ کو واپس کر چکے ہیں اور ہماری پیش کش کو قبول

نہیں کیا۔ اب تیسری مرتبہ پھر تحفہ ارسال کر رہا ہوں اور یہ تحفہ گزشتہ کے مقابلے

میں کافی گراں قیمت ہے۔ اگر اس مرتبہ پھر تحفہ کو لوٹا دیا اور ہماری بات نہ مانی تو حضرت

عیسیٰ کی قسم کہ تمام کارخانوں کو حکم دوں گا کہ وہ ایسے سبکے ڈھالیں جن پر پیغمبر اسلام

(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی شان میں گستاخانہ الفاظ درج ہوں اور یہ بات بھی یاد رہے

کہ سبکے صرف اہل روم ہی ڈھالتے ہیں اور جب اس قسم کے سبکے تمہارے پاس

پہنچیں گے تو مشرم سے پسینے پسینے ہو جاؤ گے لہذا بہتر یہی ہے کہ ہماری بات

مان لو کہ تمام مصنوعات پر خاص کر کاغذ پر ہمارا نشان رہے گا اور ہمارے اس گرانقدر

تحفہ کو قبول کرو تاکہ ہمارے تمہارے دوستانہ تعلقات برقرار رہیں۔“

جب یہ خط عبدالملک کے پاس پہنچا تو اس سے کوئی جواب نہ بنا اور کہنے لگا کہ میں وہ پہلا

شخص ہوں جو پیغمبر کی — معاذ اللہ — رسوائی کا باعث بنوں گا، اور میں وہ پہلا فرزند اسلام

قرار پاؤں گا کہ میری بنا پر لوگ رسول اللہ کو — معاذ اللہ — برا بھلا کہیں گے۔

اس سلسلے میں اس نے لوگوں سے مشورے کئے مگر کوئی معقول جواب نہ ملا۔ حاضرین میں سے

ایک شخص کہنے لگا آپ کو راہ حل معلوم ہے مگر آپ جان بوجھ کر اس کی طرف متوجہ نہیں ہیں۔

عبدالملک نے کہا: ”وائے ہو تمہارے اوپر وہ کون سا راستہ ہے جس سے میں عسماً

گریزاں ہوں؟“

وہ کہنے لگا "اس مسئلہ کا حل" باقر اہل بیتؑ سے دریافت کرو ان کے علاوہ اور کوئی اس کا

جواب نہیں دے سکتا"!

عبدالملک نے اس بات کی تصدیق کی اور فوراً مدینہ کے گورنر کو خط لکھا کہ امام محمد باقر علیہ السلام کو عزت و احترام کے ساتھ شام روانہ کرو اور ادھر عبدالملک نے قیصر روم کے قاصد کو روکے رکھا۔ یہاں تک کہ امام شام تشریف لائے اور عبدالملک نے سارا ماجرا امام علیہ السلام سے بیان کیا اور امام نے فرمایا، "شاہ روم کی گیدڑ بھیکیاں کبھی علی نہ ہوں گی اور یہ کام اس کے امکان میں نہیں ہے اور اس کی دھمکی کا سیدھا راستہ یہ ہے کہ اس وقت تمام صنعت گروں کو جمع کرو اور انہیں اس بات کا حکم دو کہ یہ لوگ خود سکہ ڈھانا شروع کریں۔ سکہ کے ایک طرف سورہ توحید کا نقش ہو اور دوسری طرف پیغمبر اسلامؐ کا اسم مبارک کندہ ہو اور اس طرح ہم کو رومی سکے کی ضرورت نہ ہوگی اور یہ سیکھے تین قسم کے ہوں۔

(۱) ہر درہم ایک مثقال کے برابر ہو کہ دس درہم دس مثقال ہو۔

(۲) ہر دس درہم ۶ مثقال کے برابر ہو۔

(۳) ہر دس درہم ۵ مثقال کے ہم وزن ہو

اس طرح سے تیس درہم ۲ مثقال کے ہم وزن ہوں گے۔ اگر کسی کے پاس رومی تیس درہم

ہیں جن کا وزن ۲ مثقال ہوتا ہے تو اس شخص کو رومی تیس درہم کے عوض نئے تیس درہم دیئے

جائیں گے۔ اسی کے ساتھ ہر سکہ پر اس کے شہر کا نام اور سال درج ہو۔ امام علیہ السلام نے اس

سلسلہ میں اور بھی تفصیلات عبدالملک کو بتائی۔

امام کے حکم کے مطابق عبدالملک نے تمام صنعت گروں کو جمع کیا اور ان کو امام کے حکم سے

آگاہ کیا۔ سیکھے ڈھانا شروع ہو گئے۔ عبدالملک نے سارے ملک میں یہ حکم نافذ کر دیا کہ جس کے

پاس رومی سکے موجود ہوں وہ انہیں جمع کر کے نئے سیکھے حاصل کر لے اور اب صرف اسلامی سیکھے

ملک میں رائج ہوں اور غیر اسلامی سکے رفتہ رفتہ ختم کر دیے جائیں، اور آخر کار تمام غیر اسلامی سکے ملک سے ختم ہو گئے۔

عبدالملک نے قیصر روم کے قاصد کو بلا کر سارا قصہ بیان کر دیا اور کہا کہ قیصر روم سے کہہ دینا کہ ہم تمہارے سکوں کے محتاج نہیں ہیں۔

جب قیصر روم تک یہ خبر پہنچی تو اس کے درباریوں نے بے سواد اصرار کیا کہ قیصر اپنی دھمکی کو عملی کر دکھائے۔ قیصر روم نے کہا کہ میں صرف یہ چاہتا تھا کہ عبدالملک کے تعصب کو ہموادوں اور اس کو غصہ دلا کر فائدہ اٹھاؤں اور اب دھمکی پر عمل کرنا بے فائدہ ہے کیوں کہ اب اسلامی ممالک میں ہمارے بنائے سکے نہیں چلیں گے۔ (۱)

اصحابِ امام

امام محمد باقر علیہ السلام نے بہترین افراد کی پرورش کی اور آپ کے حلقہٴ درس کا ہر شاگرد اپنے فن میں نمایاں حیثیت رکھتا تھا۔ جب حکومتوں نے ذرا بھی سانس لینے کا موقع دیا تو اس وقت آپ نے لوگوں کو معارفِ اسلامی سے آگاہ کرنا شروع کر دیا اور وہ لوگ جو شیفتگانِ علم و دانش تھے وہ رفتہ رفتہ آپ کے گرد جمع ہونے لگے اور آپ سے علم و دانش کے وہ سوتے پھوٹے جس سے آج ساری دنیا سیراب ہو رہی ہے، اسلامی تعلیمات کو نکھار کر پیش کیا تاکہ آنے والی نسلیں حقیقی اسلام سے معارف ہو سکیں اور مسائل کو اس قدر واضح کر دیا جائے کہ ایک منصف مزاج انسان خرافات اور حقیقت میں تمیز دے سکے۔

آپ نے ایسے شاگرد پرورش کئے جو اپنی مثال آپ تھے اور ان میں سے ہر ایک کی ایک امتیازی شان تھی، ان عظیم شاگردوں میں سے صرف چند کا تذکرہ پیش کیا جاتا ہے،

① ابان بن تغلب

آپ کو تین امام — حضرت امام زین العابدین علیہ السلام، حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی زیارت نصیب ہوئی، علمی میدان میں ابان کی شخصیت کو ایک خاص امتیازی حیثیت حاصل ہے، تفسیر، فقہ، حدیث، قرأت، لغت اور دیگر علوم میں یدِ طولیٰ

حاصل تھا اور آپ کی علمی شخصیت اس قدر مسلم تھی کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ
 ”تم مسجد مدینہ میں بیٹھو اور لوگوں کو فتنی دوا اور لوگوں کو ان کے مسائل سے
 آگاہ کرو۔ میری دلی تمنا اور آرزو ہے کہ میں اپنے شیعوں میں تمہارے جیسے افراد
 دیکھوں“ (۱)

ابان جس وقت مدینہ آتے تھے تو لوگ ٹوٹ کر آپ کے گرد جمع ہو جاتے تھے اور آپ کے
 درس کے لیے منبر رسولؐ خالی کر دیا جاتا تھا۔ جس وقت ابان کی خبر مرگ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام
 کے کانوں تک پہنچی تو آپ نے فرمایا ”خدا کی قسم اس خبر نے میرا دل ہلادیا“ (۲)
 ابان نے تقریباً تیس ہزار روایتیں نقل کی ہیں (۳)

② زرارہ

علمائے شیعہ نے آپ کو امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام کے برگزیدہ اصحاب میں
 شمار کیا ہے۔ آپ کی عظمت و بزرگی کا اندازہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی اس حدیث سے بخوبی ہوتا ہے
 امام نے ارشاد فرمایا: —————

”اگر برید بن معاویہ، ابو البصیر، محمد بن مسلم اور زرارہ نہ ہوتے تو آثار پیغمبرؐ اور
 معارف شیعہ محو ہو جاتے۔ یہ لوگ حلال اور حرام خدا کے امین ہیں“
 اسلامی مسائل کے سلسلہ میں ان کی شخصیت قابلِ اعتماد ہے۔

امام برابر فرمایا کرتے تھے برید، زرارہ، محمد بن مسلم اور احوال یہ لوگ زندگی و مرگ دونوں میں

(۱) سفینۃ البحار ج ۱ ص ۱ طبع کتابخانہ سنائی

(۲) جامع الروات ج ۱ ص ۸، سفینۃ البحار ج ۱ ص ۸

(۳) سفینۃ البحار ج ۱ ص ۷

میرے نزدیک محبوب ترین افراد میں۔

ذرارہ امام کو اس قدر دوست رکھتے تھے کہ یہ بات زبان زد خاص و عام تھی اور چونکہ حکومت ایسے افراد کی سخت متلاشی تھی اور جب ایسے افراد مل جاتے تو انہیں طرح طرح کی اذیتیں دے جاتی تھیں اس بنا پر امام جعفر صادق علیہ السلام ذرارہ کی جان وال کی حفاظت کے لئے بعض وقت ذرارہ کے عیوب بیان کرتے تھے تاکہ دشمن کو بہانہ نہ ملنے پائے اور آپ نے خفیہ راستے سے ذرارہ تک یہ پیغام پہنچایا کہ یہ جو میں بعض اوقات تمہارے عیوب بیان کرتا ہوں، یہ اس بنا پر ہے کہ یہ حکومت تم سے معترض نہ ہو اور تمہاری جان وال عزت و آبرو محفوظ رہے کیونکہ تمہیں یہ بات بخوبی معلوم ہے کہ یہ لوگ ہمیشہ اس بات کے کوشاں رہتے ہیں کہ ہمارے دوستوں کو اذیتیں پہنچائیں اور چونکہ تمہارے لئے یہ بات مشہور ہو چکی ہے کہ تم ہمارے دوستوں اور چاہنے والوں میں ہو، لہذا جب اس قسم کی خبریں تم تک پہنچیں تو تم گھبرانا نہیں۔ (۱)

ذرارہ قرأت، بقیہ، علم کلام، شعور ادبیات عرب میں مارت کامل رکھتے تھے۔ آپ کی عظمت و بزرگی اور دیانت داری آپ کے چہرے سے آشکار تھی۔ (۲)

۳) کمیت اسدی

بہت ہی مشہور و معروف شاعر آپ ہمیشہ مدح اہل بیت علیہم السلام میں رطب اللسان رہتے تھے۔ آپ کے اشعار اہل بیت علیہم السلام کے فضائل سے بھرپور رہتے تھے۔ آپ اپنے اشعار کے ذریعہ ہمیشہ اہل بیت علیہم السلام کی طرف سے دفاع کرتے تھے اور دشمنان اہل بیت کو ہمیشہ ذلیل و رسوا کیا کرتے تھے اور ان کی قلعی کھولا کرتے تھے جس کی بنا پر اموی دربار

(۱) سفینۃ البحار ج ۱ ص ۵۲۷

(۲) جامع الرواة ج ۱ ص ۱۱۷ و ص ۳۲۳ - ۳۲۵

برابر آپ کو ڈرایا دھمکایا جاتا اور کبھی تو موت کی بھی دھمکی دی جاتی۔

اس پر آشوب دور میں جہاں زبان و قلم پر پابندی عائد ہو، خصوصاً اہل بیت علیہم السلام کے فضائل و مناقب بیان کرنا کس قدر دشوار کام تھا، ایسا زمانہ تھا جب اہل بیت علیہم السلام کی مدح کرنا موت کو دعوت دینے کے برابر تھا اسی بنا پر بہت لوگ ایسے تھے جن کے قلوب تو اہل بیت علیہم السلام کی محبت سے سرشار تھے مگر اس کا اظہار نہیں کر پاتے تھے اور ایسے افراد بہت کم تھے جو جاہلیت کی محبت کا اظہار بھی کر سکیں اور ان کے فضائل و مناقب بیان کر سکیں، ان لوگوں میں کمیت اسدی کا نام سرفہرست نظر آتا ہے۔ آپ کو جس قدر دربار سے دھمکی دی جاتی اتنا ہی زیادہ آپ کے عزم و ارادہ میں اضافہ ہوتا جاتا اور جس قدر سختی بڑھتی اتنا ہی زیادہ آپ کا دل بڑھتا اور آپ کے اشعار میں حق کا عکس نظر آتا ہے، آپ نے کبھی بھی باطل کی حمایت نہیں کی بلکہ ہمیشہ حکومت کے کارناموں سے پردے اٹھاتے رہتے اور عوام کو حکومت کی زنجیروں سے آگاہ کرتے رہے۔

کمیت نے اپنے بعض اشعار میں ائمہ علیہم السلام کی مدح ان الفاظ میں کی ہے:

یہ ہیں وہ ہر سنا عدل و انصاف جن کی سرشت میں داخل ہے

یہ لوگ بنی امیہ کی طرح نہیں ہیں کہ حیوان اور انسان میں فرق نہ کر پاتے ہوں!

یہ حضرات عبدالملک، ولید، سلیمان اور ہشام جیسے نہیں ہیں کہ جو منبر پر بیٹھ کر ایسی

باتیں کرتے ہوں جن پر خود کبھی عمل نہ کرتے ہوں!

یہ اموی بادشاہ باتیں تو پیغمبر اسلام کے زمانے کی کرتے ہیں مگر خود ان کے عمل سے زائد

جاہلیت کے استعارے ہیں۔ (۱)

کمیت امام محمد باقر علیہ السلام کو دل سے دوست رکھتے تھے اور انھیں کبھی اپنا خیال

(۱) الشیخ والحاکن الملت جواد مغنیہ ص ۱۲۹ طبع چہارم ہجرت

نہیں رہتا تھا۔ کیت نے امام کی درج میں اشعار لکھے تھے اور اشعار کو امام کی خدمت میں پیش کیا۔ جب کیت اپنا قصیدہ تمام کر چکے تو امام نے رو بقیہ ہو کر ارشاد فرمایا ”خدا کیت پر رحمتیں نازل فرمائے“ اس کے بعد ایک لاکھ درہم کیت کو عطا کیے اور فرمایا۔ یہ رستم ہمارے خاندان والوں نے جمع کر کے تمہیں دی ہے۔

کیت نے کہا: ”قسم خدا کی میں سیم وزر کا خواہاں نہیں ہوں، اگر آپ مجھے اپنا ایک پیراہن عطا کریں تو میرے لئے سب زیادہ قیمتی ہے۔“ امام نے اپنا ایک پیراہن کیت کو عطا کر دیا۔ (۱)
کیت ایک روز امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ امام نے زمانے کی شکایت کرتے ہوئے یہ شعر پڑھا ہے

ذَهَبَ الَّذِينَ يُعَاشُ فِي أَكْثَانِهِمْ

لَمْ يَبْقَ الْأَشَاتَةُ أَوْ حَاسِدٌ

گذر گئے وہ افراد جن کے سایہ میں لوگ زندگی بسر کرتے تھے اور اب تو

بیہودہ باتیں کرنے والے حاسد بچے ہیں۔“

کیت نے فوراً یہ شعر پڑھا ہے

وَبَقِيَ عَلَى ظَهْرِ الْبَسِيطَةِ وَاحِدٌ

فَهُوَ الْمُرَادُ وَأَنْتَ ذَاكَ الْوَاحِدُ

ہاں اس روئے زمین پر ان عظیم افراد کی ایک نشانی موجود ہے اور

وہی دلی مراد ہے اور وہ صرف آپ کی ذات والاصفات ہے۔“ (۲)

(۱) سفینۃ البحار ج ۱ ص ۴۹ طبع کتابخانہ سنائی

(۲) منشی الامام ص ۱ طبع ۱۳۷۱ھ

④ محمد بن مسلم

آپ کو فقید اہل بیتؑ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور آپ امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام کے سچے چاہنے والے تھے اور حقیقی محب تھے۔ جیسا کہ گزر چکا ہے آپ کا شمار ان چار عظیم ہستیوں میں ہوتا ہے جن کے ذریعہ آثار نبوی محفوظ ہیں۔ آپ کی زندگی اسلامی تعلیمات کا مکمل نمونہ تھی۔ آپ کو فتنے کے رہنے والے تھے اور وہاں سے ہجرت کر کے مدینہ امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ امام کے چشمہ فیوض سے اپنی علمی تشنگی بجھا سکیں۔ آپ چار سال تک امام کی خدمت میں رہے اور علم و دانش کسب کرتے رہے۔

”عبد اللہ بن یعفور“ نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: ”موتی! بعض اوقات ایسے مسائل پیش آتے ہیں جن کا حل میں نہیں جانتا، اور ان مواقع پر آپ کی خدمت میں حاضری بھی ممکن نہیں ہوتی، تو اس صورت میں کیا کروں؟“

امام نے فرمایا: — ”محمد بن مسلم کی طرف سے کیوں رجوع نہیں کرتے اور ان سے اپنے مسائل کا حل کیوں دریافت نہیں کرتے۔“ (۱)

ایک شب محمد بن مسلم کی خدمت میں ایک عورت آئی اور کہنے لگی: ”میری بہو کا انقباض ہو گیا ہے اور اس کے شکم میں ایک بچہ زندہ ہے اس صورت میں ہم کیا کریں؟“

محمد بن مسلم نے کہا: — ”اس موقع پر امام محمد باقر علیہ السلام کا حکم یہ ہے کہ آپریشن کر کے بچہ کو نکال لیا جائے گا اور بعد میں عورت کو دفن کر دیا جائے گا۔“

اس کے بعد محمد بن مسلم نے اس عورت سے دریافت کیا کہ ”تم مجھ تک کیونکر پہنچیں؟“

(۱) تحفہ الاحباب محدث قمی ص ۱۷۵ جامع الرواة ج ۲ ص ۱۶۲

عورت کہنے لگی۔ "میں اس مسئلہ کو لے کر امام ابوحنیفہ کے پاس گئی اور ان سے اس مسئلہ کا حل دریافت کیا۔ وہ کہنے لگے اس مسئلہ کے بارے میں مجھے علم نہیں، محمد بن مسلم کے پاس جاؤ اور ان سے اس مسئلہ کا حل دریافت کرو اور وہ جو جواب تمہیں دیں، اس سے مجھے بھی آگاہ کرو۔"

محمد بن مسلم ایک روز مسجد کوفہ میں تشریف فرما تھے اور اس وقت امام ابوحنیفہ نے اسی گزشتہ مسئلہ کو عنوان کیا تھا اور اس کا حل اپنی طرف منسوب کر کے بیان کر رہے تھے!

جب محمد بن مسلم نے یہ دیکھا تو ایک مرتبہ کھکھارے۔ امام ابوحنیفہ کی نگاہ جیسے ہی محمد بن مسلم پر پڑی سارا مطلب سمجھ گئے۔ محمد بن مسلم سے کہنے لگے:۔

"خدا تمہارے گناہ معاف کرے، اس کی رحمتیں تمہارے شامل حال ہوں، ذرا ہم لوگوں کو بھی زندہ رہنے دو۔" (۱)

شہادتِ امامؑ

۴۷۲ ہجری المعجم المہرام ۱۱۴۲ھ کو، ۵ سال کی عمر میں آپ کی شہادت واقع ہوئی اور شہادت بھی اس بنا پر واقع ہوئی کہ ظالم و جابر بادشاہ اموی ہشام بن عبدالملک نے آپ کو زہر دلویا، اور اسی زہر کے اثر سے آپ کی شہادت واقع ہوئی اور دُنیا نے علم و دانش ہمیشہ کے لئے سو گوار ہو گئی اس آفتابِ علم و ہدایت کو بھی ظالموں نے باقی نہ رہنے دیا۔

آپؑ نے شہادت سے قبل امام جعفر صادق علیہ السلام سے ارشاد فرمایا :

”میں آج کی رات اس دُنیا سے کوچ کر جاؤں گا، کیونکہ میں نے اپنے پر بزرگوار کو خواب میں دیکھا ہے کہ مجھے شربت پیش کر رہے ہیں جسے میں نے پیا، مجھے زندگی جاوید اور اپنے دیدار کی بشارت دے رہے ہیں۔“

دوسرے دن اس آفتابِ علم و دانش کے دریائے میکان کو جنت البقیع میں امام حسن اور امام سید سجاد علیہما السلام کے پہلو میں دفن کر دیا گیا۔ (۱)

ظالم و جابر حکومت نے اس قبرِ مطہر پر سائبان بھی گوارا نہ کیا۔ اس قبرِ مطہر پر آج بھی

(۱) کافی ج ۱ ص ۲۶۹ و ج ۵ ص ۱۱۷، بصائر الدرجات ص ۱۴۱ طبع ہوی، تواریخ النبی والاولیاء لنتی م

انوار البیہ محدث قمی ص ۶۹ طبع ہوی

کوئی پوشش نہیں ہے۔ دن کی دُھوپ اور رات کی شبیہ میں یہ قبر مطہر آج بھی مظلومیت کی مجسم تصویر ہے۔

ہمارے لاکھوں سلام ہوں

اس امام عالی مقام کی خدمتِ اقدس میں —————

ہمارا سلام ہو

اس قبر مطہر پر — جو آج بھی مظلومیت کی نشانی ہے

اِرْشَادَاتِ اِمَامِ

اب جبکہ گفتگو قریب ختم ہے تو مناسب ہے کہ ایک نظر امام علیہ السلام کے ارشادات پر کر لی جائے اور یہی ارشادات ہماری زندگی کا نصب العین ہوں اور انہیں کی روشنی میں ہم اپنی زندگی کی راہیں معین کریں :

- جھوٹ بولنا نا پختگی ایمان کی علامت ہے ۔ (۱)
- مومن بُزدل ، لالچی اور کنجوس نہیں ہوتا۔ (۲)
- جو دنیا کا حرص ہے اس کی مثال ریشم کے کیرے کی طرح ہے جس طرح وہ اپنے لعاب کو زیادہ کرتا جاتا ہے اتنا ہی زیادہ اس کا باہر آنا مشکل ہو جاتا ہے۔ (۳)
- مومنین پر کبھی طعن و تشنیع نہ کرو۔ (۴)
- اپنے مسلمان بھائی کو دوست رکھو اور جو چیز اپنے لئے پسند کرتے ہو وہی اس کے لئے پسند کرو، اور جو چیز تمہیں ناپسند ہے وہ اپنے دوست کے لئے بھی ناپسند کرو۔ (۵)
- اگر کوئی مسلمان کسی کی ملاقات کی غرض سے اس کے گھر جائے اور وہ موجود ہونے کے باوجود اس سے ملاقات نہ کرے اور نہ گھر میں آنے کی اجازت دے تو اس شخص پر اس وقت تک لعنت ہوتی رہے گی جب تک وہ اس شخص سے ملاقات

نہ کرے۔ (۶)

- خداوند عالم با حیا اور بردبار شخص کو دوست رکھتا ہے۔ (۷)
- جو شخص اپنے غصے سے لوگوں کو محفوظ رکھے، تو یہ شخص قیامت میں عذابِ خداوندی سے محفوظ رہے گا۔ (۸)
- جو لوگ امر بہ معروف اور نہی از منکر کو پسند نہیں کرتے وہ صحیح معنوں میں مسلمان نہیں ہیں۔ (۹)
- اگر کسی کے گھر میں اس کا دشمن گھس آئے اور وہ اس کا مقابلہ نہ کرے تو خدا ایسے شخص کو دشمن رکھتا ہے۔ (۱۰)

خدا یا

امام محمد باقر علیہ السلام رحمہ طفیل
ہمیں اس بات کی توفیق عطا فرما
کہ ہم ان ارشادات پر عمل کر سکیں۔ آمین

”نور اسلام“

مآخذ ارشادات

۳۱، ۳۲، ۳۳ - مسائل الشيعة ۲۵ ص ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵ طبع مجری

(۵) مسائل الشيعة ۲۵ ص ۲۲۹ طبع مجری

" ۲۳۱ ص " " " (۶)

" ۳۵۵ ص " " " (۷)

" ۳۶۹ ص " " " (۸)

" ۳۳۲ ص " " " (۹)

" ۳۲۳ ص " " " (۱۰)